Scotopia:A multidiscipilinary biannual peer-reviewed e-journal
ISSN:2455-5975
Website:https://scotopia.in/

# پریم چند کے افسانوں میں دیہی زندگی کی عکاسی

## Premchand Ke Afsano Mein Dehi Zindagi Ki Akasi

Shadab Shakil
Research Scholar: West Bengal State University

اردو افسانے کی تاریخ میں پریم چند کو ایک ایسے عظیم افسانہ نگار کی حیثیت حاصل ہے جنہوں نے ہندوستانی معاشرے کی حقیقی تصویر کو نہایت سادگی، بے ساختگی اور حقیقت پسندی کے ساتھ پیش کیا۔ انہوں نے افسانے کو محض تفریح اور داستان گوئی کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ اسے سماج کے مسائل، انسانی جذبات، معاشرتی ناانصافی، معاشی بدحالی اور طبقاتی کشمکش کے اظہار کا مؤثر وسیلہ بنایا۔ پریم چند کے افسانوں کا سب سے نمایاں وصف یہ ہے کہ ان میں ہندوستانی زندگی اپنی تمام تر حقیقتوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔

پریم چند کی تخلیقات میں شہری زندگی کے ساتھ ساتھ دیہی زندگی کو بھی بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ دراصل ہندوستانی معاشرے کی اس وقت کی اکثریت دیہات میں آباد تھی اور زراعت ان کی معاشی زندگی کا بنیادی ذریعہ تھی۔ اس لیے اگر ہندوستانی معاشرے کی حقیقی تصویر پیش کرنا مقصود ہو تو دیہی زندگی، کسان، مزدور، زمیندار، ساہوکار، پنڈت، مذہبی پیشوا اور گاؤں کے عام لوگوں کے مسائل کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پریم چند نے اسی حقیقت کو محسوس کیا اور اپنے افسانوں میں دیہی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو موضوع بنایا۔

پریم چند کی حقیقت نگاری کا کمال یہ ہے کہ وہ دیہی زندگی کے دکھ درد کو محض جذباتی انداز میں بیان نہیں کرتے بلکہ اس کے اسباب کو بھی سامنے لاتے ہیں۔ ان کے کردار اپنی کمزوریوں، خواہشات، محرومیوں اور مجبوریوں کے ساتھ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانوں میں پیش کیا گیا دیہی معاشرہ مصنوعی یا خیالی محسوس نہیں ہوتا بلکہ ایک زندہ اور متحرک معاشرے کی تصویر بن جاتا ہے۔

ان کے افسانوں میں کسان صرف ایک کردار نہیں بلکہ ایک پورے طبقے کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کے ذریعے پریم چند نے غربت، قرض، استحصال، بھوک، جاگیردارانہ نظام، ساہوکار کی گرفت، مذہبی رسومات اور معاشرتی ناہمواری جیسے مسائل کو اجاگر کیا۔ ان کے یہاں گاؤں ایک خوبصورت اور پُرسکون مقام کی حیثیت سے ہی سامنے نہیں آتا بلکہ اس کے اندر موجود طبقاتی تفریق، معاشی ظلم، محرومی اور انسانی مجبوریوں کی حقیقت بھی نمایاں ہوتی ہے۔

پریم چند کے افسانوں کی تعداد خاصی زیادہ ہے اور ان کے موضوعات بھی وسیع ہیں۔ ان کے یہاں ہندوستانی زندگی کا تقریباً ہر اہم پہلو کسی

Scotopia:A multidiscipilinary biannual peer-reviewed e-journal
ISSN:2455-5975
Website:https://scotopia.in/

نہ کسی صورت میں نظر آتا ہے۔تاہم دیہی زندگی ان کی تخلیقی دنیا کا ایک نہایت اہم حصہ ہے۔

پریم چند کا مشہور افسانہ ''پوس کی رات'' دیہی زندگی، کسان کی غربت اور اس کی مجبوریوں کی بہترین مثال ہے۔افسانے کا مرکزی کردار ہلکو ایک غریب کسان ہے۔سردی کی شدید رات، کھیت کی رکھوالی اور اس کی مالی پریشانیاں اس کی زندگی کی محرومیوں کو ظاہر کرتی ہیں۔اس کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ وہ سردی سے بچنے کے لیے مناسب انتظام کر سکے۔ہلکو کا مسئلہ صرف سردی نہیں بلکہ غربت ہے۔اس کی غربت اسے اس مقام تک لے آئی ہے جہاں زندگی کی بنیادی ضروریات بھی ایک مسئلہ بن جاتی ہیں۔

افسانے کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ پریم چند ہلکو کی غربت کو ایک بڑے معاشرتی مسئلے سے جوڑ دیتے ہیں۔ہلکو اپنی محنت کے باوجود خوشحال نہیں ہو پاتا۔اس کی زندگی اس معاشی نظام کی عکاس ہے جس میں کسان اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرتا ہے۔

افسانے کے اختتام میں ہلکو کا کھیت چھوڑ کر راحت محسوس کرنا بظاہر ایک معمولی واقعہ ہے،لیکن اس کے اندر گہری معنویت موجود ہے۔جس کھیت کو بچانے کے لیے اسے سردی میں رات گزارنی تھی، اسی کھیت کے جل جانے یا برباد ہونے پر اسے ایک طرح کا سکون محسوس ہوتا ہے۔یہ کیفیت اس بات کی علامت ہے کہ غربت انسان کو اپنی بنیادی معاشی ذمہ داریوں سے بھی بے زار کر سکتی ہے۔

''کفن'' پریم چند کا انتہائی مشہور اور بحث طلب افسانہ ہے۔اس افسانے میں گھیسو اور مادھو کے ذریعے غربت، بے حسی، سماجی نظام اور انسانی اقدار کے بحران کو پیش کیا گیا ہے۔

گھیسو اور مادھو انتہائی غریب افراد ہیں۔مادھو کی بیوی بدھیا زچگی کے دوران تکلیف میں مبتلا ہے،لیکن غربت اور بے حسی کے باعث اسے مناسب مدد نہیں ملتی۔

افسانے کا المیہ یہ ہے کہ بدھیا کی موت کے بعد کفن کے لیے جمع کیا گیا پیسہ بھی شراب نوشی میں خرچ ہو جاتا ہے۔پہلی نظر میں یہ کردار غیر انسانی محسوس ہوتے ہیں،لیکن پریم چند قاری کو اس سوال کی طرف لے جاتے ہیں کہ کیا صرف گھیسو اور مادھو ہی اس المیے کے ذمہ دار ہیں یا وہ معاشرہ بھی ذمہ دار ہے جس نے انہیں مسلسل غربت، محرومی اور بے بسی میں رکھا؟ ''کفن'' میں دیہی زندگی کی ایک نہایت تاریک تصویر سامنے آتی ہے۔یہاں غربت صرف پیسوں کی کمی نہیں بلکہ انسانی احساسات کو بھی متاثر کرتی ہے۔

افسانہ ''کفن'' کی مقبولیت اور اس کے فنّی پختگی کے حوالے سے پروفیسر علی احمد فاطمی کی رائے ملاحظہ کریں:

> ''کفن'' پریم چند کی زندگی کی آخری تخلیقات میں سے ایک ہے جس میں زندگی بھر کا علم، تجربہ اور شعور جھلک آیا ہے۔پریم چند اپنی مختصر زندگی میں مختلف قسم کے حادثات و تجربات سے گزرے جس کی وجہ سے فکر و نظر کے حوالے سے بھی کئی موڑ اور پڑاؤ آئے۔وہ پہلے آریہ سماجی تھے، اس کے بعد گاندھیائی فکر سے وابستہ

Scotopia:A multidiscipilinary biannual peer-reviewed e-journal
ISSN:2455-5975
Website:https://scotopia.in/

ہوئے اور پھر آخر آخر میں وہ اشتراکیت کے بھی قابل ہوئے۔ ان کی زندگی کے آخری دور کی کہانیاں اور بالخصوص ناول 'گئودان' میں اشتراکیت کا جذبہ وفلسفہ نمایاں طور پر کام کر رہا ہے۔ 'کفن' میں بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ یہ جذبہ اور فلسفہ باطنی سطح پر جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ فنّی سطح پر جو بھی پختگی اس افسانے میں دکھائی دیتی ہے، وہ ان کے دیگر افسانوں میں کم نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 'کفن' صرف اردو کا ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے افسانوی ادب کے چند بڑے افسانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اردو کے بعض نقاد تو اسے دنیا کے بڑے افسانوں میں شمار کرتے ہیں۔''

(کفن: ایک مطالعہ، از: پروفیسر علی احمد فاطمی، مشمولہ: پریم چند: نئے تناظر میں، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۴۷)

''بڑے گھر کی بیٹی'' پریم چند نے دیہی زندگی میں عورت کے کردار کو بھی اہمیت دی ہے۔ ''بڑے گھر کی بیٹی'' میں خاندانی تعلقات، عورت کی سمجھ داری، قربانی اور گھر کو جوڑنے کی صلاحیت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ آنندی کا کردار اس بات کی مثال ہے کہ ایک عورت اپنی فہم وفراست اور تحمل کے ذریعے خاندان کو ٹوٹنے سے بچا سکتی ہے۔ پریم چند کے یہاں عورت صرف مظلوم کردار نہیں بلکہ بعض اوقات اخلاقی طاقت کا مرکز بھی بن جاتی ہے۔ ماہر پریم چند، پروفیسر قمر رئیس نے 'بڑے گھر کی بیٹی' کو اُن کا نمائندہ افسانہ قرار دیتے ہوئے اس کہانی کو اُن کی ادبی زندگی کا Turning Point کہا ہے۔ قمر رئیس لکھتے ہیں:

''پریم چند کے نام سے دھنپت رائے کی پہلی کہانی 'بڑے گھر کی بیٹی' دسمبر ۱۹۱۰ء میں 'زمانہ' میں شائع ہوئی اور اس طرح اردو ادب میں پریم چند کا جنم ہوا۔ اس سے پہلے اُن کی ۸ / ۹ کہانیاں چھپ چکی تھیں لیکن ان میں بہت سی کمزوریاں تھیں اور وہ پڑھنے والوں کو زیادہ متاثر نہیں کرتی تھیں لیکن 'بڑے گھر کی بیٹی' ان سے بہت مختلف اور مؤثر کہانی تھی جس میں انھوں نے بتایا تھا کہ شریف گھرانے کی لڑکی سسرال میں جا کر کیسی سمجھ داری سے رہتی ہے اور اپنی محبت اور قربانی سے کس طرح سب کا دل جیت لیتی ہے۔''

(پریم چند، از: ڈاکٹر قمر رئیس، ص: ۱۶، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۱۹۸۵ء)

پریم چند نے دیہی زندگی کی خوبصورتی کے ساتھ اس کی تلخیوں کو بھی پیش کیا۔ ان کے یہاں کسان محنتی ضرور ہے لیکن محروم بھی ہے؛ دیہات میں باہمی محبت ضرور ہے لیکن طبقاتی تفریق بھی ہے؛ مذہبی جذبات ضرور ہیں لیکن مذہب کے نام پر استحصال بھی ہے؛ خاندانی رشتے ضرور ہیں لیکن غربت ان رشتوں کو آزماتی بھی ہے۔

اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ پریم چند کے افسانوں میں دیہی زندگی کی عکاسی محض دیہاتی معاشرے کی منظرکشی نہیں بلکہ ہندوستانی سماج

**Scotopia Vol 10, Issue 2, December 2025/S.SHAKIL,PP.**100-103

............................................... ..................... ....................................................

Scotopia:A multidiscipilinary biannual peer-reviewed e-journal

ISSN:2455-5975

Website:https://scotopia.in/

کے معاشی، معاشرتی، تہذیبی اور اخلاقی ڈھانچے کا ایک گہرا مطالعہ ہے۔ ان کی حقیقت نگاری نے اردو افسانے کو زندگی کے قریب کیا اور عام انسان کے دکھ کو ادبی وقار عطا کیا۔

☆☆☆☆

## حوالہ جات (REFRENCES)

ا۔ کفن: ایک مطالعہ، از: پروفیسر علی احمد فاطمی، مشمولہ: پریم چند: نئے تناظر میں، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۴۷

۲۔ پریم چند، از: ڈاکٹر قمر رئیس، ص: ۱۶، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۱۹۸۵ء

***Shadab Shakil***
Research Scholar
Dept. of Urdu
West Bengal State University, Barasat
Mobile: 6290344549